

قرآن کریم

۱۔ امن عالم کیلئے قرآن کے اصولی و فروعی قوانین

۲۔ مسلمانوں کی مشکلات کا قرآنی حل

۳۔ خود اعتمادی، وحدتِ اسلامی، اتحادِ ابدِ اسلامی

وفاق کی تشکیل، فنی اید معاشی امید، روحانی قوت،

انسانی حقوق کی ادائیگی۔

اٹا

امن عالم

اشخاص حضرت علامہ شیخ التفسیر مولانا شمس الحق اوفغانی مدظلہ

تعلیمات قرآن | اعجاز قرآن کے بعد اب تعلیمات میں سے صرف ان اصول قرآنی کو بیان کرتے ہیں جن پر امن عالم کا ملکہ ہے۔ آج جبکہ امن کی ضرورت ہے اس سے قبل بھی انسان کو امن کی اتنی ضرورت پیش نہیں آئی جسکی وجہ یہ ہے کہ سائنسی آلات حرب نے دنیا کو جہنم کردہ بنا دیا ہے اور اس کی بقیہ زمین پر انسان کا زندہ رہنا ناممکن ہو گیا ہے۔ انسان کیلئے امن سب سے مقدم اور اہم ضرورت ہے۔

کل انسانی نعمتیں امن کی تابع ہیں۔ مگر امن نہ ہو تمام ترقیات جو اب تک انسان نے کی ہیں وہ سب بے بیج اور عبث ہیں ترقیات اور نعمتیں انسان کی زندگی کے لئے ہیں جب خود زندگی خطر سے ہیں جو تو سب نعمتیں بیکار ہیں۔

سائنسی ترقی نے ہمیں امن سے محروم کر دیا | موجودہ سائنسی ترقی کی بے راہ روی نے انسان کو بہت کچھ دیا لیکن اسکی امن سے محروم کر دیا، اس لئے کہ جن آلات حرب کو سائنس نے پیدا کیا ان کو استعمال کرنے والے انسان کو انسانی اقتدار اور انسانی اخلاق اور انسانی فطرت صحیح سے محروم کیا، ایسے انسانوں کو مسلح کرنا ڈاکو کے مسلح کرنے سے زیادہ خطرناک ہے۔ اور ڈاکو کو مسلح کرنا انسانیت پر ظلم ہے۔ بقول حضرت رویؒ۔

بگہرا علم و فن آموختن | دادن تیغ است بدست راہزن

جب سے جدید تہذیب رونما ہوئی دنیا بحیثیت مجرمانہ کسی وقت بھی انسانوں کے خون بہانے سے ہٹتی نہیں رہی۔

۱۔ صرف گزشتہ ایک جنگِ عظیم کے نقصانات مغربی جرمنی کے ڈاکٹر ازمنسٹر کی

رپورٹ جو اقوام متحدہ کے حکم سے مرتب ہوئی ہے (مندرجہ انجام ۸ اپریل ۱۹۵۳ء) کے مطابق اس جنگ میں چھ کروڑ انسان مقتول اور مجروح ہوئے۔ پندرہ کروڑ انسانوں کے گھر جل کر خاک ہو گئے ڈھائی کروڑ انسان ہلا وطن کئے گئے۔ (اقوام متحدہ کے کمیشن کی رپورٹ)

۲- ۳ دسمبر ۱۹۵۵ء میں پیرس اتحادی اسمبلی کے اندر چینی نمائندہ نے اعلان کیا کہ کیونسٹ چین نے ڈیڑھ کروڑ زمینداروں کو پھانسی پر لٹکایا۔ (رپورٹ کیونسٹ چین مندرجہ انجام ۵ دسمبر ۱۹۵۵ء)

۳- شمالین نے کیونسٹ کیلئے ۵ کروڑ مسلمانوں کا خون بہایا۔ (کوسٹان ۱۳ نومبر ۱۹۶۰ء)

۴- سائنس دانوں کی عالمی کانفرنس بقام پگواش امریکہ میں برطانوی سائنس دان سر رابرٹ واٹسن وارٹ، پیلا جیکل وارنیر نے کیاٹی چٹائی ہم ۵ اونس (تقریباً تین چمچاٹا) پیش کر کے اعلان کیا کہ ہم پر ہی کربہ ارضی کی تباہی کیلئے کافی ہے جسکو ایک چھوٹی حکومت بھی بنا سکتی ہے۔ (مقالہ افتتاحیہ ۵ ستمبر ۱۹۵۹ء)

یہ تو ارضی کی داستان ہے مستقبل میں اسلحہ کی تیاری کی جو دوڑ جاری ہے اور میزائل اور ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے ہونے کا نتیجہ کئے گئے ہیں وہ موجودہ دنیا جیسی بیسوں دنیاؤں کو تباہ کرنے کیلئے کافی ہے۔ ایسی جنگ ہمیشہ ظلم کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور ظلم روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ منافقت کو کمال سمجھا گیا اس لئے مصالحت کا کوئی معاہدہ کارآمد نہیں ہو سکتا، کہ جنگ کو اس کے ذریعہ روکا جاسکے۔

اب تعلیمات قرآن کے سلسلہ میں اہم ترین چیز یعنی بین الاقوامی امن کے متعلق ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ قرآن اس کے متعلق کیا عمل پیش کرتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن کے تمام مطالب پیغام امن ہیں۔ اور اسکی تعلیم میں عالمی امن مجاہد کر رہے ہیں۔ لیکن اختصار کے پیش نظر ہم صرف سورہ حجرات کی ایک آیت اور اسکی تشریح پر اکتفا کرتے ہیں۔ جس سے بخوبی ظاہر ہوگا کہ قرآن نے کس خوبی کیساتھ عالمی امن کا عقدہ حل فرمایا۔

قرآن کی تعلیمات عامہ امن کی بنیاد ہے | جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ پورے قرآن اور مکمل دین اسلام کا پیغام امن ہے۔ یہ بات تفصیلات بھائی کئے بغیر صرف دو چیزوں سے واضح ہو سکتی ہے۔ ایک تو یہ کہ قرآن جس دین کی دعوت دیتا ہے، اس کے دو نام ہیں۔ ایمان اور اسلام یہ دونوں الفاظ امن و سلام سے ماخوذ ہیں جو ان دونوں کا مجروح ہے اور ہر بقی نام اپنے مسمیٰ کو واضح کرتا ہے جیسے مرنے یا قوتی یعنی نام ہے جو اس امر کو واضح کرتا ہے کہ اس نام کی مرکب دوا کا

مقصد تفریح قلب اور دل کو قوت و فرحت عطا کرتا ہے۔ اسی طرح ایمان و اسلام جن امور کا مجموعہ ہے۔ ان سب سے مقصود امن ہے۔ زندگی کے تمام ادوار میں خواہ دنیا ہو یا قبر و برزخ اور آخرت یعنی یہ دین انسانی زندگی کے تمام مراحل و منازل میں امن و سلامتی عطا کرتا ہے۔ گریہ ایمان اور امن لازم مزموم ہیں۔ سورۃ النعام کی آیت ہے :

الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم
بظلم اولئک ہم الامن وہم
مستندون۔

جو لوگ ایمان لائے اور اس کے ساتھ شرک کو نہیں
ٹھایا ان کو امن اور ہدایت ضرور نصیب ہوں گے
یہ آیت ایمان کا مقصد امن کو صاف ظاہر کرتی ہے۔

ابن عالم اور قرآن کی تعلیم خاص | اس عموم کے بعد سورۃ حجرات کی وہ خاص آیت یہ ہے :

یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر
وانثی وجعلناکم شعوباً وقبائل
لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ
اتقاکم ان اللہ علیم خبیر۔

اے انسانی اقوام میں نے تم سب کو پیدا کیا ہے
ایک باپ اور ماں سے پھر بنایا تم کو قومیں اور
ذاتیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو تم میں سب
سے زیادہ صاحب عزت و شرافت وہ ہیں

جو سب سے زیادہ قانون الہی پر چلنے والے ہوں۔ یقیناً اللہ تمہارے ظاہری حالات کا عالم
اور باطنی ارادوں سے واقف ہے۔

تعلیمات قرآن کی صرف یہ ایک آیت ان اصول کی جامع ہے جن پر عمل پیرا ہو کر چند لحظات میں
اقوام عالم حقیقی امن کو پاسکتی ہیں۔ اس آیت میں جن اصول کو بیان کیا گیا ہے۔ ان میں پہلی چیز
لفظ ناس کی تعبیر سے امن کی دعوت دینا ہے۔ ناس عربی لفظ ہے جو انش الفتن اور محبت کا
معنی رکھتا ہے۔ عربی شعر ہے ۔

وما سمی الانسان الا لاسمہ
معما القلب الا انہ یتقلبہ

انسان کو انسان انش اور الفت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اور دل کو قلب اس لئے کہا جاتا
ہے۔ جو حق کی طرف پلٹتا ہے۔

یعنی انسان کا فطری خاصہ الفت و محبت اور شفقت باہمی ہے اور قلب کا فطری خاصہ حق کو قبول
کرنا اور اس کی طرف پلٹنا ہے۔ جو انسانی قوم و دیگر انسانی اقوام کی رحمت و شفقت سے خالی ہو وہ
انسان نہیں اور جو انسانی قلب حق کی طرف جھکے نہیں وہ انسانی قلب نہیں حیوانی قلب ہے۔ اس
لفظ سے جو پہلا اصل اور اولین سبق حاصل ہوا وہ یہ ہے کہ حقیقی انسان وہ ہے جو دوسرے انسانوں

سے محبت رکھے خواہ اسکی قوم اور ملک کا فرد ہو یا دیگر قوم یا ملک سے متعلق ہو کیونکہ سب قومیں اور سارے ملکوں کے باشندے انسانیت میں شریک ہیں۔

دوسرا اصل یہ معلوم ہوا کہ بین الافراد یا بین الاقوامی یا بین الدولی معاملات میں انسانی قلبی و ضمیر کا فطری تقاضا یہ ہے کہ وہ حق کی طرفداری کرے چاہے حق کمزور ہو اور اقلیت میں ہو اور معاملہ کا تصفیہ صرف انسانیت کی بنیاد پر اور انسانی محبت کے جذبے کے تحت ہو نہ کہ قومیت اور وطنیت یا سیاسی مفاد یا جھجھندی کی بنیاد پر۔

تیسرا اصل وحدت بشریہ کا اصول ہے کہ پوری انسانیت وسیع النظری کے تحت ایک ہی وحدت ہے۔ جو ناقابل تقسیم ہے۔ قومیت و وطنیت، لونیت، لسانیت یعنی قوم، جغرافیہ، وطن، رنگ یا زبان کی دیواریں اس وحدت میں عامل نہیں ہونی چاہئیں۔ اور یہ چاروں امد وحدت بشری کو ٹکڑے کرنے کیلئے نہیں تاکہ ان تفریقات کے ذریعہ انسان کو انسان کا دشمن بنایا جائے۔ بلکہ رنگ و نسل کی تفریق میں حکمت | ہر ایک میں قدرت نے جدا جدا حکمتیں رکھی ہیں، اس سے کسی قوم کے کمال یا برتری کا ظہور مقصود نہیں۔ انسان فاعل مختار ہے اور فاعل مختار خواہ فرد ہو یا قوم اسکی برتری اور کمال اور خوبی کا دار و مدار اس کے اپنے افعال سے ہو گا نہ کسی اور کے فعل سے کسی فرد کا خاص قوم یا جغرافی علاقے میں پیدا ہونا اس کا اپنا فعل نہیں، بلکہ خالق کائنات کا فعل ہے کہ اس نے اس کو خاص قوم اور خاص خطہ زمین میں پیدا کیا۔ اسی طرح کسی خاص رنگ مثلاً سفید یا خاص زبان کا عطا کرنا فعل خداوندی ہے۔ ان چیزوں پر نہ کسی فرد کو اور نہ کسی قوم کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے کو برتر اور دوسروں کو ذلیل سمجھے اور وحدت انسانی کو پارہ پارہ کر کے خدا کی زمین کو انسانوں کیلئے جہنم بنا دے۔ قوموں کا تعدد جیسے کہ اس آیت میں بیان ہوا تعارف کیلئے ہے کہ قوموں کے ذریعہ ایک دوسرے کی پہچان ہو اور اداء حقوق ہو — روح المعانی میں تعارفوا کے بعد ذکر ہے و توا دوا۔ تاکہ اس پہچان کے ذریعہ ایک دوسرے سے محبت کرو یہ نہیں کہ اس تعارف کے ذریعہ ایک دوسرے کیساتھ لڑو۔ دنیا میں عام قاعدہ ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان تعارف دوستی اور محبت بنے جانے کیلئے ہوتا ہے نہ کہ جنگ اور قتال کیلئے لڑنے کیلئے تعارف کی ضرورت نہیں اور اگر خواہ مخواہ قومیت کو پیش نظر رکھنا ہے تو تمام انسانوں کی قومیت ایک ہے سب ایک ماں باپ کی اولاد ہیں، یعنی آدم و حوا علیہ السلام کے۔

بشری وحدت کے اسباب | اس آیت میں وحدت انسانی کے مختلف اسباب بیان کئے

گئے ہیں۔ ۱۔ انسانیت کی وحدت ، ۲۔ خالق کی وحدت یعنی خالق کا کائنات کے ایک ہی کارخانہ تخلیق میں تم سب بنے ہو۔ ۳۔ نسلی وحدت یعنی ایک ماں باپ کی اولاد ہو۔

ارشاد ہے : یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی و جعلناکم شعوباً لعلکم تتعارفون۔ یعنی قری اور قبائلی تقسیم قحال و جدال کے لئے نہیں تعارف اور محبت باہمی کیلئے ہے۔ یہی وہ اعلان ہے جس نے تمام اقوام عالم کو ایک خاندان قرار دیا اور سب کا وطن بھی درحقیقت ایک ہی قرار دیا گیا یعنی کرۂ زمین۔

ولکم فی الارض مستقروں تم سب اقوام کیلئے خدا کی زمین وطن اور قرار گاہ

متاع الی حین۔ ہے۔ اور سب کیلئے اس میں سے مقررہ وقت

تک زمین سے فائدہ اٹھانا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی وحدت کی مزید تشریح فرمائی۔ ارشاد فرمایا کہ :

الناس عیالہ اللہ فاحسن الناس تمام قومیں اور سارے انسان خدا کا کنبہ ہے

من احسن الی عیالہ۔ سب لوگوں میں بہتر وہ ہے جو اللہ کے کنبہ

سے جھلائی کرے۔

حدیث ہے :

لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی لا فضل لعربی علی عجمی عربی کو غیر عربی پر برتری نہیں اور غیر عربی کو عربی

علی عربی ولا لاجمہ علی الاسود عربی کو عربی پر برتری نہیں۔ گورے کو کالے پر نہیں اور

ولا لاسود علی الاجمہ۔ کالے کو گورے پر نہیں۔

یہ انسانی حقوق کی وہ دستاویز ہے کہ اس کا اعلان سب سے پہلے قرآن اور صاحب قرآن نے

کیا اور امتداد ترقی اور دعویٰ مساوات کے باوجود تہذیب جدید کی تعلیم یافتہ قومیں اب تک ان

انسانی حقوق کی عطا کردگی کی راہ میں عملاً حائل ہیں۔ مرکز تہذیب جدید امریکہ میں کالے لوگوں کے

ساتھ جانور سے بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ یورپ کی قومیں ایشیاء اور افریقہ کے باشندوں کو انسان

نہیں سمجھتی نہ ان کے خون بہانے اور حقوق غصب کرنے کو جرم سمجھتی ہیں۔ بھارت میں غیر ہندو

ملیچہ اور ناپاک سمجھے جاتے ہیں اور ہندوؤں میں بھی شوروں کو انسان نہیں سمجھا جاتا۔ بھارت میں

جانوروں کو زندگی کے جو حقوق حاصل ہیں وہ غیر ہندوؤں خاص کر مسلمانوں کو حاصل نہیں۔ مسلمانوں کا

خون بے دریغ بہایا جاتا ہے۔ اور روزانہ اخبارات میں ان کے قتل و غارت کے واقعات آتے

رہتے ہیں۔ لیکن بدترین حیوانات یعنی کتوں تک کی خونریزی کا واقعہ سننے میں نہیں آتا ہے۔ کیا یہ انسانی تہذیب ہے؟

نسل و قومیت اور وطنیت کا بت | اس صدی میں تہذیب جدید کے نام سے جس قدر اسرائیلیاں، یونین یا آئینہ ہوں گی وہ سب نام نہاد قومیت اور وطنیت کے بت کی کارفرمائی ہے۔ گویا وہ ویٹ نام پر مہذب امریکہ کے ہاتھوں کئی ہزار میل دور سے جو مظالم ڈھائے گئے اور بیٹھا رہتے عورتیں اور عام شہری تباہ کئے گئے، یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ امریکی قوم اور امریکہ نام کے ملک کی برتری قائم ہو گیا امریکی قوم اپنے ملک والوں اور اپنی قوم کیساتھ یہ برتاؤ جائز رکھ سکتی ہے۔

امریکہ اور برطانیہ نے یہود کو مسلح کر کے ان سے عربوں پر حملہ کرایا اور ہزاروں عربوں کو قتل کرایا اور لاکھوں کو اپنے گھروں اور جائیدادوں سے محروم کرایا اور خود اسرائیل کا وجود جس کے لئے امریکہ برطانیہ نے اپنے ملکوں میں سے چن چن کر یہود کو لاکھ آباؤ کرایا۔ حالانکہ امریکہ میں کافی وسیع رقبہ موجود تھا اور نہ صرف عرب باشندوں کو ملک سے نکال کر وہاں یہود کو بسایا بلکہ ان کی حکومت بنائی اور اسکو قوی اور مسلح کیا تاکہ پورے عرب کیلئے وہ ناسور بنی رہے، کیا امریکہ اور برطانیہ اپنی قوم اور اپنے ملک کے ساتھ ایسا طرز عمل کر سکتے ہیں، ہرگز نہیں، یہ محض اس لئے کیا کہ ان دونوں نے اپنی قوم کا مفاد عرب کو تباہ کرنے اور یہود کی حکومت بنانے میں مضمر سمجھا، اسی قومی حقیر مفاد نے انکو پوری عرب قوم کو تباہ کرنے پر آمادہ کیا۔

انڈونیشیا میں امریکہ نے خانہ جنگی کرائی جس میں دس لاکھ مسلمان قتل ہوئے یہ صرف اس لئے کہ امریکہ کا قومی مفاد اسی میں تھا کہ سکاؤنڈ کی حکومت ان کے مزاج کے مطابق نہ بنی۔

ماہ ستمبر میں بھارت سے پاکستان پر حملہ کرایا گیا تاکہ پاکستان ختم ہو جسکا جرم صرف یہ تھا کہ اس نے اپنی بقا کیلئے غیر جانبدار پالیسی اختیار کی اور سب پڑوسی حکومتوں کیساتھ جن میں چین بھی شامل ہے، دوستانہ تعلقات رکھے۔ پھر عجیب یہ کہ ان تمام مظالم اور جارحیتوں کے خلاف کسی بڑی حکومت نے ناراضگی کا اظہار تک نہیں کیا بلکہ اقوام متحدہ میں مذمت کے متعلق بحیثیت مجموعی ایک لفظ بھی نہ کہا گیا جو عالمی انصاف کا سب سے بڑا ادارہ ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ تہذیب جدید نے انسانیت کا خاتمہ کر دیا ہے اور اقوام متحدہ کے ارکان میں یہ جرات بھی نہیں کہ وہ ظلم کو ظلم اور برے کو برا کہہ سکے۔ یہ ہے لادین مادی تہذیب کی اخلاقی

موت

تفوق انسانی مقصد تخلیق یعنی تقویٰ سے وابستہ ہے | مذکورہ آیت میں ان اکرومہ عند اللہ

اتفاق کہہ کر قرآن نے انسان کی اصلی شرافت و کرامت کا معیار پیش کیا کہ وہ تقویٰ اور خالق کائنات کے قانون عادلانہ کی تابعداری ہے۔ یہی تقویٰ اور اطاعت، خداوندی انسان کی تخلیق کا مقصد ہے اور مقصدیت سے ہر شے کی قیمت کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ گائے کی تخلیق کا مقصد دودھ دینا ہے۔ لہذا وہی گائے قیمتی ہے جو زیادہ سے زیادہ دودھ دے۔ گھوڑے کی تخلیق کا مقصد تیز رفتاری ہے۔ جو گھوڑا تیز رفتار نہ ہو یا جو گائے دودھ نہ دے اسکی کوئی قیمت نہیں۔ اس طرح جو انسان مقصد تخلیق کو پورہ نہ کرے وہ بے قیمت ہے۔ خواہ کسی نسل اور قوم کا ہو اور خواہ کسی یورپ اور امریکہ کا باشندہ ہو یا افریقہ اور ایشیا کا، خواہ سفید رنگ ہو یا سیاہ فام۔ خواہ انگریزی بولتا ہو یا عربی زبان۔ بد امنی کا بڑا سبب مقصد تخلیق یعنی تقویٰ کی فراوانی ہے۔

استحضار مسئولیت | بد امنی کا بڑا سبب یہ ہے کہ موجودہ تہذیب نے اخلاقی اقدار کو ختم کر کے انسان کو حیوانات کی طرح غیر مسئول بنادیا اور کسی قوم یا فرد کے ذہن میں تصور نہیں کہ کارخانہ عالم کا ایک مالک قادر مطلق موجود ہے۔ اور پوری کائنات اور تمام اقوام عالم اسکی رعیت ہے۔ لہذا اگر کسی پر کسی قسم کا ظلم کیا گیا تو صرف اسکی باز پرس ہوگی، اور جواب دہی کی جائیگی اسی جذبہ مسئولیت پیدا کرنے کیلئے ارشاد ہوا کہ ان الله علیہم خبیرون کہ خدا ہر قوم اور فرد کے ظاہری حالات کا عالم اور باطنی اور پوشیدہ ارادات سے واقف ہے جو سب کچھ اس نے کیا وہ علم الہی میں ہونے کے علاوہ اس کے فرد اعمال اور ریکارڈ میں بھی درج ہوگا حکم المائین کے آگے پیش ہوگا۔ جس کے قانون سزا سے کوئی بچانے والا نہیں۔ اب ہم امن عالم کے نئے قرآنی ہدایات و تفصیل سے لکھتے ہیں۔ اور قرآن کے قوانین امن کے قرآنی ماخذ بھی لکھتے ہیں جو ترتیب وار حسب ذیل ہیں :-

- ۱۔ انسانیت کی روح محبت انسان کو نصب العین بناؤ۔ ماخذ یا ایہا الناس۔
- ۲۔ وحدت انسانیت کا تصور بلحاظ وحدت خالق و وحدت اصل انسانی و وحدت وطن اصلی۔ ماخذ انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ و لکم فی الارض مستقر و متاع الی حین۔
- ۳۔ قومی اور قبائلی رشتوں کو ملکہ شرافت اور معیار تفوق مت بناؤ بلکہ ذریعہ تعارف و محبت بناؤ۔ ماخذ وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا۔
- ۴۔ انسان کی قیمت اور شرافت کی بنیاد تقویٰ اور اطاعت احکام خالق کائنات ہے۔ ماخذ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

۵۔ انسان ہر فعل و عمل میں خالق کائنات کے آگے اپنے کو جواب دہ سمجھے اور کفایت عمل اور قانون مجازات سے غافل نہ ہو۔ ماخذ۔ ان الله علیہم خبی، فلا تعسین الله غافل عما یعمل المظالمون ومن رب الله ملائقہ کانتہ آمنہ مطمئنہ یا یتھا رزقنا بعد امن کل مکان فکفرت بالنعیم الله ناذرنا الله لباس الجوع والخوف بما كانوا یستحقون (نحل ج ۱۲) ترجمہ۔ اللہ جل جلالہ کو ظالموں کے اعمال سے غافل مت سمجھو۔ اللہ مثال بیان کرتا ہے ایک بستی کی جو حق چین اور امن سے چلی آتی تھی ان کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے پھر چکایا اللہ نے کہ ان کے تن کے کپڑے ہو گئے بھوک اور ڈر بدلہ اسکا جو وہ کرتے تھے۔

یہی سزا اس دنیا میں ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اس خدا فراموش تہذیب کے ولدادگان کی کہ ہر وقت میں ایٹمی جنگ کے خوف سے کانپتے رہتے ہیں۔ بھوک کا یہ حال ہے کہ اقوام متحدہ کی سماجی رپورٹ مندرجہ انجام کراچی کے مطابق اس وقت دنیا کی نصف آبادی بھوک اور بیماری میں مبتلا ہے (انجام ۱۰ مئی ۱۹۵۳ء)۔
یہ خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی سزا کہ خدا کا دیا ہوا مال شیطان مصارف میں صرف کر رہے ہیں جسکی دلیل مندرجہ ذیل واقعات ہیں :-

۱۔ امریکہ نے جنگ کی تیاری میں ۱۹۵۱ء میں نوے کھرب ڈالر خرچ کرنے کا اعلان کیا۔

۔ (کوتھراپریل ۱۹۵۲ء) ادب تو اس خرچ میں بہت اضافہ ہوا ہے۔

۲۔ انگلستان سالانہ شراب پینے پر ۴ ارب ۴ کروڑ روپے خرچ کرتا ہے۔ (سیچ ۳ مئی ۱۹۵۴ء) اب یہ خرچ کئی گنا بڑھ گیا ہے۔

۳۔ امریکہ اور چند دیگر ریاستیں سالانہ سگریٹ نوشی پر پچاس ارب ۵۲ کروڑ پچاس لاکھ روپے خرچ کرتا ہے۔ (انجام ۱۰ فروری ۱۹۵۵ء)

۴۔ یورپی دنیا تیس ارب ڈالر سالانہ جہاز بازی کی نذر کر دیتی ہے۔ (کویتان ۲۰ ستمبر ۱۹۵۰ء)

۵۔ امریکہ سالانہ شراب نوشی پر ۱۹ ارب نوے کروڑ ڈالر خرچ کرتا ہے۔ (امریکی رپورٹ پاسبان کوئٹہ ۳ ستمبر ۱۹۵۰ء)

۶۔ مکہ الزبجہ ۳۹ وال کی تاج پوشی کے صرف ایک موقع پر ۴۴ کروڑ روپے کی شراب پلائی گئی۔ (رپورٹ مندرجہ امروز ۳ جون ۱۹۵۳ء)

۷۔ امریکہ کتوں کی تفریح پر ۵۲ کروڑ اور ان کے کبلوں پر ڈیڑھ کروڑ ڈالر سالانہ خرچ کرتا ہے (نقاد لاہور ۱۹۵۳ء)

عالمی امن کیلئے فروغی قوانین | جنگ کا اصلی سبب ظلم ہے اگر ہر قوت اپنی حدود کے اندر ہے۔ اور کسی طاقتور کی طرف سے کمزور پر ظلم نہ ہو تو جنگ کی قربت نہیں آتی۔ اس لئے موجودہ جنگ اور ظلم لازم و ملزوم ہے اور امن و عدل لازم و ملزوم ہے۔ اس لئے اسلام نے سب سے پہلے ظلم کا دروازہ بند کرنے کیلئے قوانین عطا فرمائے۔

بندش ظلم | ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ الا لعنة الله على الظالمين۔ ظالموں کیلئے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے والظالمین اعد لهم عذابا الیما۔ ایسی دیگر آیات بھی ہیں جن سے ان کے دماغ میں ظلم کی قباحت واضح کرنا مقصود ہے تاکہ کوئی ظالمانہ فعل کی طرف اقدام نہ کر سکے۔ پھر اگر کسی ظالم فرد یا جماعت کی طرف سے ظلم واقع ہو تو اس کے ازالہ کیلئے قرآن نے بے لاگ قانون عدل کے احکام دئے ازالہ ظلم کیلئے سب سے پہلی چیز ظلم کو ظلم کہنا اور اس کو ظلم ثابت کرنا ضروری ہے اور یہ اس کے بغیر ممکن نہیں کہ ان کے اندر جذبہ حق گوئی کو ابھارا جائے تاکہ اثبات ظلم کیلئے وہ سچی شہادت دے سکے اس لئے قرآن نے شہادت حق کا حکم دیا۔

شہادت حق و قائمہ عدل | دلائلکموا الشہادة ومن یتکفہا فانه آثم قلبہ“ اور سچی شہادت اور انہاد حق کو مت چھپاؤ، جس نے ایسا کیا تو اس کی صرف زبان نہیں بلکہ دل نے بھی جرم کا ارتکاب کیا۔“ — آج اقوام متحدہ میں ظلم کا ازالہ اس لئے نہیں ہوتا کہ بڑی بڑی حکومتیں شہادت حق چھپاتی ہیں اور کسی کو جرأت نہیں ہوتی کہ اسرائیل کے حملے یا بھارت کے حملے کو جارحیت کہے کیونکہ سیاسی مصالح حق گوئی کی اجازت نہیں دیتے۔

یونکہ سیاسی مصالح یا قومیت کی رعایت یا جتہ بندی کا لحاظ رکھنا شہادت حق کا مانع ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن نے مصلحت عامہ کے پیش نظر فاتی یا قومی اعتراض کے برخلاف شہادت حق دینے پر زور دیا کیونکہ ان اعتراض اور مفادات کی وجہ سے اگر شہادت حق محفل ہو جائے، تو عدل و انصاف عالم کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لہذا فرمایا :

تعلقات مانع شہادت حق نہ ہونا چاہئے | یا ایہا الذین امنوا کولوا قوامین بالقسط
تصدد الله ولسو علی انفسکم اولوالدین والاقربین ان یکن غنیا و فقیرا فالله اولی
بہما فلا تتبعوا الحق دات قلوبوا و تعصوا فانت الله کان بما تعملون خبیرا۔ (نساء)
”اے ایمان والو! قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کی طرف کی اگرچہ نقصان ہو تمہارا یا ماں باپ

کا یا قربت والوں کا اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج تو اللہ ان کا خیر خواہ تم سے زیادہ ہے۔ سو تم پر پوری نگرہ خواہش کی انصاف کرنے میں۔ اگر تم گول مول بات کرو یا ادھوری بات تو اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

صحیح انصاف کیلئے جس طرح سچی شہادت کی ضرورت ہے اسی طرح صحیح اور با انصاف فیصلے کی بھی ضرورت ہے۔ جو فیصلہ کنندہ حاکم سے متعلق ہے۔ اس لئے شہادت کے قانون کے بعد قرآن نے حکام کو ہدایت کی کہ :-

عدالت کو حکم | واذا حکمتہ بین الناس فا حکموا بالعدل ان الله نجا غظکم به ان الله کان بامتعلمون خبیراً۔ ”جب تم حکم کرو لوگوں کو تو انصاف کے ساتھ حکم کرو اللہ تم کو اس اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے۔ اور اللہ تمہارے عمل سے واقف ہے۔“
کبھی حاکم عدالت کو ایک فریق سے عداوت اور دشمنی ہوتی ہے جس سے انصاف کا خطرہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہذا دوسرا حکم قرآن نے یہ دیا کہ :-

انصاف عداوت سے متاثر ہو | ولا یجبر منکم شیئاً قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوی واتقوا الله خیر بامتعلمون (مائدہ)۔ ”اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو نہ چھوڑو عدل کرو یہ بات زیادہ قریب ہے تقویٰ سے اور اللہ سے ڈرو اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو۔“

انصاف کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ناحق کی طرف ذرا سی اور ظالم کی امداد بھی ہے۔ جس کے متعلق قرآن نے تمام معاملات انفرادی اور اجتماعی میں ایک عام ضابطہ بتایا کہ :-

حق میں تعاون اور باطل میں عدم تعاون | وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا الله ان الله شدید العقاب۔ ”اور ایک دوسرے کی امداد کرو نیک کام اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔“

آج اگر بڑی طاقتیں اور اقوام متحدہ کے ارکان اس اصول پر عمل کریں کہ حق میں تعاون کریں اور باطل میں ترک تعاون تو دنیا سے ظلم کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ لیکن مادی تہذیب میں اسکی گنجائش کہاں مادہ پرستوں کو مادی اغراض نے پاگل بنا دیا ہے۔ اور ان میں حق و باطل کا احساس اور خیر و شر کے امتیاز کا شعور باقی نہیں رہا اور انصاف کی روشنی سے وہ محروم ہو گئے ہیں۔ تمام عالمی مظالم

انکی اس کج دماغی اور مادی ہمنوں کی خرد دماغی کا نتیجہ ہیں۔

مسلمان عالمی مظالم کا شکار ہیں | اس دور جدید میں عالمی مظالم کی جو قوم سب سے زیادہ شکار ہے وہ مسلمان قوم ہے۔ اطل کی تمام قومیں ان کی ذہنی سیاسی اخلاقی دینی تباہی میں مصروف عمل ہیں اور وہ سب ان کے فتنوں کے شکار ہیں گویا پوری دنیا آکل و ماکول میں تقسیم ہے؛ مسلمان ماکول اور باقی قومیں آکل ہیں۔ گویا مسلمان باطل اقوام کے لئے غذا و خوراک بن گئے ہیں، جیسے حدیث میں آیا ہے: "ستد اعی بکم الامم کما تد اعی الاکلثة الی قصعة"۔ "دیگر امتیں مل کر تم کو اس طرح کھانے لگیں گی جیسے کھانے والے کا سے اور رکابی کا طعام کھائیں۔"

صحابہؓ نے پوچھا کیا ہماری تعداد کم ہوگی جو دیگر قومیں ہیں کھانا سمجھ لیں گی۔؟ فرمایا نہیں تم تعداد میں زیادہ ہو گے، لیکن غشاء کغشاء السیلے، تم کمزوری کی وجہ سے سیلاب کی جھاگ کی طرح ہو گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یہ کمزوری کیوں ہوگی، فرمایا مال کی محبت اور موت کو مکروہ جاننے کی وجہ سے۔

مسلمانوں کی مشکلات کا قرآنی حل | اب ہم مسلمانوں کی مشکلات کا حل تعلیمات قرآن سے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلی چیز خود اعتمادی ہے یعنی اپنے سہارے جیسا اور غیر مسلم اقوام کے سہارے پر اعتماد نہ کرنا تاکہ احساس کمتری کا غاتمہ ہو اور احساس برتری پیدا ہو کہ جو شغل کی تحریک پیدا کر دے احساس برتری کیلئے قرآن کا ارشاد ہے: "کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنہون عن المنکر"۔ تم سب امتوں سے بہتر ہو جو تمام لوگوں کے فائدے کیلئے ظاہر ہوئے جو نیکی کو پھیلانے اور بدی کو مٹانے والے ہوئے۔ "لا یغخذ المؤمنین الکافرین ادیاء من دون المؤمنین"۔ "مومنوں کو کافر سے کہ قابل اعتماد دوست نہ سمجھیں کفار کو مومنوں کے بغیر۔" مسلمانوں کو سب سے بڑا نقصان اس سے پہنچا کہ انہوں نے کفار کے کہنے پر اعتماد کیا اور اپنی صلاحیتوں کو کام میں نہ لاتے ہوئے غیر مسلموں کی امداد پر اپنی زندگی کو منحصر سمجھا جسکی وجہ سے وہ اغیار کے ہاتھوں کھلنا بن گئے اور ان کا ملکی وقار خاک میں مل گیا۔

۲۔ اتحاد — وحدت صفہ خداوندی ہے، جس قوم میں اس وصف کا نظیہ ہوتا ہے وہ زندہ اور طاقتور قوم بن جاتی ہے اور انتشار موت ہے، جسکی وجہ سے قوم زندہ در گور ہو جاتی ہے، لیکن اتحاد کیلئے ماہیہ الاتحاد یعنی ذریعہ اتحاد کی ضرورت ہے اور ذریعہ اتحاد ایسا ہو

کہ وہ مسلمانوں میں وحدت فکر اور وحدت عمل پیدا کرے ورنہ زبانی قولی اتحاد کی کوئی قیمت نہیں۔ مسلمانوں کے لئے ذریعہ اتحاد صرف دین اور قرآن ہے۔ قرآن نے جہاں مسلمانوں کو متحد ہونے کا حکم دیا تو اسی ذریعہ اتحاد کو مضبوط پکڑنے پر زور دیا اور فرمایا: **واعتصموا بحبلہ اللہ جمیعاً ولا تقروا۔** قرآن اور اسلام کی رسی کو مضبوط پکڑو سب مل کر اور فرقے مت بناؤ۔

مسلمان قوم مراکش سے چین تک پھیلی ہوئی ہے، اس لئے یہ فطری امر ہے کہ ان کا اتحاد نہ نسل سے ممکن ہے نہ وطن سے نہ زبان سے نہ رنگ سے اور نہ رسم و رواج سے کہ یہ سب چیزیں ان میں مختلف ہیں صرف دین ہی واحد ذریعہ ہے جو ان کو متحد کر سکتا ہے۔ مغربی اقوام نے مسلمانوں کو منتشر اور کمزور کرنے کیلئے ان کو قومی اور ذاتی تعصب کا سبق سکھایا تاکہ یہ کمزور ہو کر اختیار کیلئے لقمہ خوراک بن جائے۔ اقبالؒ نے صحیح کہا ہے

قوم مذہب سے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
مذہب باہم جو نہیں محض الجسم بھی نہیں
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
تک رنگا ہی ہو یا اعرابی والا گہر
ربط و ضبط ملت بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیاء و اے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر

قرآن نے نہ صرف وحدت مسلم پر زور دیا بلکہ اس کو اخوت کے رشتے میں جکڑ دیا تاکہ وہ انتشار سے محفوظ رہ کر ایک طاقتور ملت بن کر عالمی اصلاح اور اقوام عالم کی قیادت سنبھال سکے فرمایا:

۳۔ **اخوت اسلامی** | **انما المؤمنون اخوة**۔ کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور اخوت کا رشتہ ایسا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اگر کبھی اس میں رخنہ پڑ جائے تو صلح یا قتال کے ذریعہ اسکو درست کر لو۔ **فاصلحو بین اخیکم فان بغت احد اھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تغنی الی امر اللہ۔**

”یعنی صلح کے ذریعہ مسلمانوں کی خانہ جنگی ختم کر دو اور اگر ایک گروہ زیادتی کرتا ہو کہ حق قبول کرنے کیلئے تیار نہ ہوتا ہو تو سب مل کر اس کے ساتھ اس وقت تک لڑو کہ حق قبول کرے اسلامی برادری میں خلل اندازی چھوڑ دے۔“

اس فرمان الہی سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا اتحاد اور اخوت کس قدر ضروری اور اس رشتہ کو توڑنے والا کتنا بڑا مجرم ہے کہ ان سے قتال تک جائز ہے۔ حضورؐ علیہ السلام نے ملت اسلامی کے تمام افراد کو شخص واحد کے اعضاء قرار دیا: **المسلمون کرحلہ واحد ان اشتکى عینہ اشتکى کلہ۔**

”تمام مسلمان ایک شخص واحد کی طرح ہیں، جسکی اگر آنکھ بیمار ہو تو سارا بدن بیمار ہوتا ہے۔“
 تمام مسلمان آپس میں بھائی ہوں جیسے قرآن کا ارشاد ہے یا ایک شخص کے اعضاء ہوں دونوں
 صورتوں میں ان میں باہمی جنگ و جدال سخت نامعقول ہے کیونکہ نہ بھائی بھائی سے لڑتا ہے نہ کوئی
 عضو دوسرے عضو سے بلکہ سب کا سکھ اور دکھ ایک ہے اور اسی میں مسلمانوں کی زندگی کا راز
 مضمر ہے اگر کوئی عضو بدن سے الگ ہو کر زندہ نہیں رہ سکتا تو آج مسلمانوں کی چالیں سے زیادہ
 حکومتیں ایک دوسری سے الگ ہو کر زندہ نہیں رہ سکتیں۔ اب یہ سوال کہ کیا مسلمان کا اتحاد ممکن ہے
 اور اگر ہے تو اسکی کیا شکل ہوگی، ہم بیان کرتے ہیں۔

اتحاد اسلامی کی تشکیل | مسلمانوں کے اتحاد میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں، بشرطیکہ غیر مسلم
 اقوام کے درغلانے میں نہ آئیں اور ان کے فریب اور دھوکے سے بچیں اور ان پر اعتماد نہ کریں۔
 جیسے کہ اصول نمبر ۱ میں قرآن نے حکم دیا۔ اصول سوم کے تحت آپس میں اخوت کا عقیدہ پختہ کر لیں
 تاکہ وہ دکھ اور سکھ میں ایک دوسرے کے شریک ہو سکیں اس کے بعد یہ دیکھا جائے کہ جب
 امریکہ کی تقریباً پچاس ریاستیں اور روس کی تقریباً بائیس ریاستیں ایک وفاق بن سکتی ہیں اور برطانیہ
 کی دولت مشترکہ میں مختلف حکومتیں ایک نظام میں داخل ہو سکتی ہیں جن میں نہ مذہب کا اتحاد ہے
 نہ فکر و عمل کا نہ ثقافت کا تو مسلمانوں کی مختلف حکومتیں اور ریاستیں جن کا مذہب ایک فکر و عمل ایک
 ثقافت ایک ہے وہ ایک وفاق میں کیونکہ تشکیل نہیں ہو سکتے اور جب قرآن نے ان سب کو بھائی
 کہا اور حدیث نے ان کو ایک جسد ملت کے اعضاء قرار دیا تو انکی وحدت کیونکہ غیر ممکن ہو سکتی ہے۔
اسلامی وفاق اور باہمی تعاون کی صورتیں | مسلمانوں کی مختلف حکومتیں جس شکل میں ہیں ان کو اسی
 طرح رہنے دیا جائے خواہ جمہوریت ہو یا شاہیت اور ان میں کوئی مداخلت نہ کی جائے، البتہ ان امور
 تعاون و البر و التقویٰ کے تحت تعاون قائم کیا جائے اور اسی تعاون کی بنیاد پر وہ اسلامی وفاق
 کے اعضاء اور ارکان بن جائیں۔ تعاون کی صورتیں یہ ہیں:-

- ۱۔ خارجہ پالیسی سب کی ایک ہو۔ ایک کا دوست سب کا دوست اور ایک کا دشمن سب کا
 دشمن ہو یہاں تک کہ اقوام متحدہ میں بھی سب کی آواز ایک ہو۔
- ۲۔ دفاع میں باہمی تعاون ہو۔ اور مشترک سرمایہ سے مناسب مقام میں اسلحہ ساز کارخانے کھولے
 جائیں۔

۳۔ نصاب تعلیم سب کا ایک ہو اور دینی تعلیم داخل نصاب ہو اور دینی اور علمی اور دینی ماہرین کے

درمیان باہمی تبادلہ ہو اور اس کے ساتھ تعلیمی و فوجی کا بھی تبادلہ ہو جدید تصنیفات جن میں دینی روح کا غالب عنصر موجود ہو باہمی مشورے سے مرتب کئے جائیں اور مشترک طور پر اسلامی پروگرام طبعی قائم کریں تاکہ آپس میں غلط فہمی سے بچے رہیں۔

۳۔ عدالتی قانون سب کا ایک ہو جو اسلامی روح پر مشتمل ہو جس کی وجہ سے غیر مسلم اقوام سے ممتاز ہو۔

۴۔ سب کا ایک مشترک بینک ہو تاکہ غیر ممالک میں جو مسلمانوں کا سرمایہ ہے وہ اس میں منتقل کیا جاسکے، اور وہ مسلمانوں کے مفاد میں استعمال ہو مسلمانوں کے خلاف استعمال نہ ہو۔

۵۔ اسلامی وفاق میں اشیاء ضرورت کا باہمی تبادلہ ہو اور بغیر شدید ضرورت کے درفش تجارت باہمی پر زور دیا جائے۔

۶۔ مشترک فوجی تعاون کے سلسلے میں قرآن کے فرمان کے مطابق بحری بیڑی اور ہوائی مشین اور ٹریننگ کو زیادہ سے زیادہ موثر بنایا جائے تاکہ اعداد قوت پر عمل ہو۔

۷۔ مشترک امور کیلئے وفاقی مجلس شوریٰ ہو جس میں مشترک امور باہمی مشورہ سے طے کئے جائیں۔

۸۔ عربی زبان کو مشترک وفاقی زبان قرار دیا جائے۔

عمل مشکلات عالم اسلام کا چوتھا اصول | اعداد قوت — اللہ کا ارشاد ہے: واعدوا

لحمہما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترہبون بہ عدو اللہ وعدوکم۔ ”تم سے جس قدر

ہو سکے دشمن کیلئے سامان قوت تیار کرو اور عمدہ کسوڑے بھی اور یہ سامان اس قدر ہو کہ دشمن اس سے

مرعوب ہو کر مقابلہ کی جرأت نہ کر سکے۔ اس میں اعداء امر کا صیغہ ہے جس کا ظاہر و جہر ہے یعنی

آلات حرب و صنعت | مسلمانوں پر اسباب قوت کا ہمیا کرنا واجب ہے قوت عالمگیر

لفظ ہے جس میں ہر قسم کا سامان حرب ہائیڈروجن بم تک داخل ہے اور یہی راز ہے کہ قرآن نے

اپنے نزول کے زمانے کے ہتھیاروں یعنی تلوار، تیر، نیزہ کا نام نہیں لیا کہ سامان جنگ بدلتا

رہتا ہے۔ اور خدا کو معلوم تھا کہ آئندہ ترقی یافتہ آلات حرب پیدا ہوں گے اس لئے ایسا لفظ قرآن

نے استعمال کیا کہ قیامت تک جس قدر آلات حرب ایجاد ہوں سب اس میں داخل ہو سکیں گے۔

اس وقت ٹینک کے قائم مقام تھا اس لئے اس کا خصوصی ذکر کیا۔ جنگی ضرورتوں کے لئے صرف

سامان جنگ کافی نہیں، فوج کا لباس پوشاک خیمے وغیرہ ضروریات کا ہونا بھی ضروری ہے۔

اس لئے قوت میں کپڑے کے کارخانے اور پٹ گورگانی میٹھی وغیرہ بنانے کے کارخانے بھی

داخل ہیں۔ کہ وہ بھی جنگ میں سامان قوت ہے اسی طرح بحری بیڑہ، ہوائی جہاز یہ سب لفظ قوت

میں داخل ہیں۔

زراعت | فروج کیلئے اور عوام کیلئے غذائی مواد اور خوراک بھی ضرورت ہے اس لئے زراعت کی قوت بھی داخل قوت ہے۔

صحت | جنگ میں شکر کے افراد زخمی اور بیمار بھی ہوتے ہیں اس لئے ہسپتالوں اور دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ بھی سامان قوت ہے۔ اس لئے حکمہ صحت کی ضروریات بھی اس حکم خداوندی میں داخل ہیں۔

مواصلات | جنگ میں سامان کی نقل و حمل کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے بغیر دشمن کے خلاف قوت نہیں پیدا ہو سکتی لہذا مواصلات کے محکمے سے متعلق تمام اشیاء کی فراہمی بھی اس حکم خداوندی میں داخل ہے کہ وہ بھی اسباب قوت ہے۔ پھر ان تمام اسباب کا ہیاگناگتنی مقدار میں از روئے قرآن واجب ہے۔ لفظ ما استطعتم اور ترہبون سے مفہوم ہوتا ہے کہ اپنی آخری طاقت کی حد تک جس قدر ہو سکے اور جب کا پیر چاسن کہ دشمن پر ہدیت چھا جائے، اتنی مقدار میں واجب ہے۔

یہ عجیب معاملہ ہے کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ جیسے ارکان اسلام کے متعلق یہ حکم نہیں آیا کہ تم پر اس قدر واجب ہے جس قدر تمہاری طاقت ہو بلکہ صرف پانچ نمازیں واجب ہیں۔ اگرچہ طاقت زیادہ کی ہو روزہ سال میں ایک مہینہ ہے اگرچہ پورا سال روزہ رکھنے کی طاقت ہو اس طرح حج عمر میں ایک بار ہے اگرچہ ہر سال حج کی طاقت ہو، لیکن دشمن کے مقابلہ میں سامان قوت جس میں حکمہ فروج حکمہ زراعت حکمہ صحت حکمہ مواصلات کی تمام ضروریات داخل ہیں ان سب کو واجب قرار دیا گیا اور طاقت کی آخری حد تک اور لفظ قوت جس کے مقابلہ میں ضعف آتا ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام دشمنان اسلام کی مجموعی طاقت سے تمہاری قوت اور آلات حرب زائد ہونے چاہئیں۔ تاکہ ان کی نسبت تم قوی ہو سکو اور تم سے وہ مرعوب ہو جائیں۔ کیا جدید ترقیات میں کوئی ایک چیز بھی ایسی رہ جاتی ہے جو اس ایک آیت کے مفہوم میں داخل نہ ہو پھر اندازہ لگاؤ کہ کیا قرآن اور اسلام ترقی کا مخالف ہے یا موید۔

الغرض یہ چند قرآنی اصول ہیں جن سے مسلمانوں کی تمام مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ ۱۔ کفار پر اعتماد مت کرو۔ ۲۔ متحد ہو جاؤ۔ ۳۔ تم مسلمان آپس میں بھائی ہو جاؤ۔ ۴۔ دشمن کے پاس امن جنگ کا جس قدر مادی سامان ہے مسلمانوں کا فرض ہے اس سے زیادہ تیار کرے۔ لیکن قرآن اس مادی

سہ ماہان کے علاوہ روحانی قوت جو اللہ کے متعلق سے حاصل ہوتی ہے اس پر بھی زور دیتا ہے۔
روحانی قوت اور قرآن | تاکہ طاعتِ خداوندی کے ذریعہ اللہ کا تعلق مستحکم کر دو تاکہ تم
 الہی قوت کو جذب کر دو اور اللہ کا فرشتہ تمہارے دلوں کو قوی اور تمہارے دشمنوں کے دلوں کو
 کمزور کر دے اور خدا کی پوری شاہنشاہیت تمہاری پشت پر ہو جو دشمن کی ہر تدبیر کو توڑ سکتی ہے۔
 قرآن پاک میں ارشاد ہے: ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذالذی ینصرکم۔
 ”اگر خدا تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر تمہاری مدد چھوڑ دے تو کون ہے وہ
 جو تمہاری مدد کرے۔“

امین عالم کیلئے ایک بڑا اصول معاہدات کی پابندی ہے: یا ایہا الذین امنوا اذفوا بالعقود۔

اس کے علاوہ امین عالم کیلئے اداءِ امانت کا جذبہ بے حد ضروری ہے۔ ہر کمزور قوم کا بھی ایک
 امانت ہے جس کا پورا کرنا اقوامِ عالم کا فرض ہے اور حکومت کا عہدہ بھی ایک امانت ہے، جو
 اس کے اہل اوستحق کو دینا چاہئے نہ کہ نااہل اور غیر مستحق کو اس میں قرابتِ سفارش ذاتی یا
 قومی مفاد کو دخل نہ دیا جائے۔

خلاصہ | امین عالم کے قرآنی اصول کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

- ۱۔ وحدتِ بشری اور احترامِ آدمیت کا یقین اور اس پر عمل کرنا۔
- ۲۔ شہادتِ حق اور اس پر عمل۔
- ۳۔ عالمی معاملات میں انصاف اور اس پر غیر جانبدارانہ عمل کرنا۔
- ۴۔ عالمی معاملات اور انفرادی معاملات دینی سہولیت اور خالق کائنات کے آگے اپنی
 جہادِ دہی کا اساس۔

۵۔ نسلِ جغرافی و طغیت رنگِ زبان کے تفرقوں کو مٹانا۔

۶۔ معاہدات کی پابندی پر عمل پیرا ہونا۔

۷۔ انسانی حقوق کو امانتِ الہی سمجھ کر اسکی ادائیگی بلا وکم وکاست پورا کرنا۔

کیا ان امور پر عمل کرنے کے بعد بھی کسی بد امنی کا اندیشہ باقی رہ سکتا ہے؟۔

آن کتاب زندہ تر آن حکیم	حکمت اولایزال است اوقیم
نسخہ تکوین اسرار حیات	بے ثبات از قوتش گیر و ثبات
نوع انسان را پیغام آخرین	حامل او رحمتہ للعالمین